احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات 16 اکتوبر 2003ء

روزنامہ ٹیلیفون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 16 اکتوبر 2003ء 19 شعبان 1424 ہجری-16 اخاء 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 236

ضبط نفس

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ

کو کھانے کی طلب ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفة النبی حدیث نمبر 3299)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے اخلاق و عادات کا ایک اور نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ کی زندگی کلیتہً تکلفات سے پاک تھی۔ آپ خوراک اور لباس وغیرہ کے معاملہ میں بالکل سادہ مزاج تھے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ اور اخلاق کے ہر پہلو میں آپ کا طریق ہر جہت سے سادہ اور ہر قسم کے تکلفات سے بالا تھا اور یوں نظر آتا تھا کہ آپ کے اعلیٰ اخلاق تمام مصنوعی آرائشوں سے آزاد ہو کر اپنے قدرتی زیور میں جلوہ افروز ہیں۔ کھانے میں پینے میں سونے میں جاگنے میں کام میں آرام میں تکلیف میں آسائش میں سفر میں حضر میں عزیزوں میں بیگانوں میں گھر کے اندر گھر کے باہر غرض زندگی کے ہر پہلو میں آپ کے اخلاق و عادات اپنے فطری بہاؤ پر چلتے تھے اور ان میں تکلف کی کوئی دور کی جھلک بھی نظر نہیں آتی تھی۔ خاکسار راقم الحروف نے بہت ہی کم ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو میں کسی نہ کسی جہت سے تکلف کا دخل نہ آجاتا ہو بلکہ حق یہ ہے کہ میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو تکلف سے کلی طور پر پاک ہو مگر حضرت مسیح موعود کی زندگی تکلفات سے اس طرح بالا اور ارفع تھی جس طرح ایک بلند پرواز طیارہ زمین کو چھوڑ کر اوپر نکل جاتا ہے۔ میں تکلفات کو ہر صورت میں برا نہیں کہتا یقیناً ایک ایسا انسان جو اخلاق کے کمال تک نہ پہنچا ہوا سے اپنے اخلاق کے درست اظہار کے لئے کسی نہ کسی جہت سے تکلف کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اور قدرتی حسن کی کمی کو مصنوعی تزئین سے پورا کرنا پڑتا ہے پس اگر عام حالات میں تکلف ایک بری چیز ہے تو بعض خاص حالات میں وہ ایک مفید پہلو بھی رکھتا ہے مگر حضرت مسیح موعود کے اخلاق کو یہ قدرتی حسن حاصل تھا کہ وہ اپنی اکمل صورت کی وجہ سے تکلفات کی آرائش سے بالکل بالا تھے۔

خوراک لباس وغیرہ میں حضرت مسیح موعود کی عادات نہایت درجہ سادہ تھیں۔ جو کھانا بھی سامنے رکھ دیا جاتا آپ اسے بے تکلفی سے تناول فرماتے اور کبھی کسی کھانے پر اعتراض نہیں کیا اور نہ کبھی کھانے پینے کے شوقین لوگوں کی طرح کسی خاص کھانے کی خواہش کی۔ یہ نہیں کہ ملامتی فرقہ کے لوگوں کی طرح آپ کو اچھے کھانے سے پرہیز تھا اور ضرور ادنیٰ کھانا ہی کھاتے تھے بلکہ جو کھانا بھی میسر آتا آپ اسے خوشی کے ساتھ کھاتے اور عموماً سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔ اسی طرح جو لباس بھی گھر میں تیار کروا دیا جاتا یا باہر سے تحفۃً آجاتا آپ اسے خوشی کے ساتھ استعمال فرماتے تھے مگر سادہ لباس پسند تھا اور کسی قسم کے فیشن وغیرہ کا خیال تک نہ آتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے خسر یعنی خاکسار مؤلف رسالہ ہذا کے نانا حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اپنے ایک غریب رشتہ دار کو جسے کوٹ کی ضرورت تھی اپنا ایک استعمال شدہ کوٹ بھجوایا۔ میر صاحب کے اس عزیز نے اس بات کو بہت برا منایا کہ مستعمل کوٹ بھیجا گیا ہے اور ناراضگی میں کوٹ واپس کر دیا۔ جب خادم اس کوٹ کو واپس لا رہا تھا تو اتفاق سے اس پر حضرت مسیح موعود کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے اس سے حال دریافت فرمایا اور جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ کوٹ میر صاحب کو واپس جا رہا ہے تو حضرت مسیح موعود نے اس خادم سے یہ کوٹ لے لیا اور فرمایا کہ واپس کرنے سے میر صاحب کی دل شکنی ہوگی تم مجھے دے جاؤ۔ میں خود یہ کوٹ پہن لوں گا اور میر صاحب سے کہہ دینا کہ کوٹ ہم نے اپنے لئے رکھ لیا ہے۔ یہ ایک بہت معمولی سا گھریلو واقعہ ہے مگر اس سے حضرت مسیح موعود کے اعلیٰ اخلاق اور بے تکلفانہ زندگی پر کتنی روشنی پڑتی ہے!

(سلسلہ احمدیہ۔ صفحہ 209)

انٹر کے طلبہ ڈومیسائل بنوالیں

ایف اے، ایف ایس سی کا امتحان دینے کے بعد چونکہ طلباء و طالبات کی اکثریت مختلف پروفیشنل ادارہ جات میں داخلہ کیلئے کوشش کرتی ہے۔ اور تقریباً تمام پروفیشنل ادارہ جات "ڈومیسائل سرٹیفکیٹ" لازمی طلب کرتے ہیں۔ بسا اوقات طلباء و طالبات نے چونکہ پہلے یہ سرٹیفکیٹ نہیں بنوائے ہوتے اس لئے عین داخلہ کے وقت جب ان کو اس کی ضرورت پڑتی ہے تو نہ صرف رقم خرچ کرنا پڑتی ہے بلکہ پریشانی الگ اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے زیادہ مناسب ہوگا کہ F.A, F.Sc کا امتحان دیتے ہی اپنا ڈومیسائل سرٹیفکیٹ ضرور بنوالیں۔ تاکہ بعد میں کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے۔

(نظارت تعلیم)

سالانہ سائنسی و تعلیمی نمائش

نصرت جہاں اکیڈمی کی سالانہ سائنسی و تعلیمی نمائش آج 16۔ اکتوبر کو منعقد ہو رہی ہے۔ طلباء کے والدین سے گزارش ہے کہ اپنی فیملز کے ساتھ تشریف لا کر نمائش دیکھیں اور طلباء کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ربوہ کے تعلیمی اداروں کے طلباء بھی یہ نمائش دیکھنے آسکتے ہیں لیکن جگہ کی تنگی کے باعث ضروری ہوگا کہ وہ نمائش کی انتظامیہ کو اطلاع دے کر تشریف لائیں۔ نمائش کے علاوہ کھانے پینے کے سٹالز بھی ہونگے نمائش کا وقت 10:30 بجے صبح سے 6:00 بجے شام تک ہوگا۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

ماہر امراض قلب کی آمد

مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب درج ذیل شیڈول کے مطابق فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔

مورخہ 25/ اکتوبر بروز ہفتہ 4:00 بجے تا 7:00 بجے شام

مورخہ 26/ اکتوبر بروز اتوار صبح 8-00 بجے تا 2-00 بجے دوپہر

ضرورت مند احباب میڈیکل آؤٹ ڈور سے ریفر کروا کر ضروری ٹسٹ ای سی جی وغیرہ کروالیں اور پرچی روم سے اپنی پرچی بنوالیں۔ بغیر ریفر کروائے ڈاکٹر صاحب کو دکھانا ممکن نہ ہوگا۔ مزید معلومات کے لئے استقبالیہ ہسپتال سے رابطہ فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال)

کینیا میں ہونے والی ایک بین الاقوامی امن کانفرنس

فورم آف ریلیجنس باڈیز غانا کی طرف سے مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب کی شرکت

رپورٹ: فہیم احمد خادم صاحب مربی سلسلہ غانا

آج سے 23 سال قبل کی بات ہے کہ 1980ء میں جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے کماسی میں پیشوایان مذاہب کا دن منایا گیا۔ یہ تقریب Prempeh Assembly Hall میں ہوئی۔ اس میں ایک ہندو، بدھسٹ، عیسائی پادری اور ایک احمدی کی تقریر رکھی گئی۔ اس تقریب کی صدارت کوامے نکرومایونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کماسی کے وائس چانسلر نے کی۔ اس تقریب کے دوران جماعت احمدیہ غانا کے امیر و مشنری انچارج مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب نے شرکائے تقریب کے سامنے ایک تجویز رکھی کہ ملک میں Council of Religions قائم کی جائے جس میں ملک کے جملہ مذاہب کے نمائندگان کو شامل کیا جائے تا کہ ان کے درمیان اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کی جائے۔ اس تجویز پر شرکائے مجلس نے اتفاق کیا۔ چنانچہ اس کونسل کا دستور تیار کیا گیا اور حکومت کے کاغذات میں اس کی باقاعدہ رجسٹریشن کرائی گئی۔ اس کونسل کی موجودہ ترقی یافتہ صورت Forum of Religious Bodies کہلاتی ہے۔

یہ فورم حکومت کی سطح پر باقاعدہ ایک تسلیم شدہ ادارہ ہے جس کی نمائندگی بعض حکومتی کمیٹیوں میں بھی ہوتی ہے۔ اس فورم کا مقصد ان نمائندوں کا مذہبی اختلاف کے باوجود یکجا ہو کر ملک میں امن و صلح کی تدابیر کرنا اور ملکی ترقی کے لئے غور و خوض کرنا ہے۔

آج کل دنیا میں بعض تنظیمیں امن کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام Inter-faith Action for Peace in Africa ہے۔ اس کے تحت افریقہ میں مذاہب کے درمیان امن و مصالحت کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ امن کے قیام کے لئے مذہب کو بنیاد بنایا جائے۔ اس تنظیم کے تحت 14 تا 19 اکتوبر 2002ء کو جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ میں ایک کانفرنس ہوئی جس کا عنوان تھا "Embracing the gift of Peace"۔ اس تنظیم کے تحت امسال بھی 26 تا 28 مارچ 2003ء ایک کانفرنس کینیا کے شہر نیروبی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی انتظامیہ نے غانا کے فورم آف ریلیجنس باڈیز کو بھی نمائندہ بھیجنے کی دعوت دی۔ خدا کی عجیب شان دیکھیں کہ غانا میں احمدیت کو کتنی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ اس فورم نے جس کے ممبران میں عیسائی اور غیر احمدی سب شامل ہیں، بالاتفاق جماعت احمدیہ کے امیر و مشنری انچارج مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب کو کانفرنس میں غانا کا نمائندہ نامزد کیا۔

مکرم و محترم امیر صاحب نے اس ساری صورت حال سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو آگاہ کیا۔ حضور نے از راہ شفقت آپ کو کانفرنس میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کانفرنس نیروبی کے ہوٹل "Pan Afric" میں منعقد ہوئی۔ اسی ہوٹل میں شرکاء کے لئے رہائش کا بھی انتظام تھا۔ کانفرنس کی مختصر روئیداد ہدیہ قارئین ہے۔

کانفرنس میں چاروں ریجنز یعنی مغربی افریقہ، مشرقی افریقہ، سنٹرل اور جنوبی افریقہ سے 25 ممالک کے نمائندگان نے شرکت کی۔ کانفرنس میں اسلام، عیسائیت اور دیگر مذاہب کے سرکردہ راہنماؤں نے شرکت کی۔ نمائندگان نے مذہب کے نام پر بدامنی اور اشتعال انگیزی کی وجوہات کا جائزہ لیا اور اس کے مؤثر حل بھی تجویز کئے۔ اس ضمن میں پیش کئے گئے چند نکات درج ذیل ہیں۔

☆ ...... عیسائی نمائندگان نے اس امر پر افسوس ظاہر کیا کہ بعض پادری بے احتیاطی سے اپنی تقاریر میں ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان چپقلش کو جنم دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر جرمنی کے عیسائی مناد Rev.Bonnkey کی اشتعال انگیز تقاریر ہی تھیں جنہوں نے کینیا میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان فسادات پیدا کئے جن سے بے حد جانی و مالی نقصان ہوا۔

☆ ...... South Africa میں نسل پرستی اور نسلی امتیاز "Apartheid" کے ظالمانہ نظام کی بھی مذمت کی گئی۔ اس امر پر بھی افسوس ظاہر کیا گیا کہ اس نظام کو ماضی میں اس وقت کے Duch Reform Church نے بائبل کے حوالہ سے جائز قرار دیا تھا۔

☆ ...... یہ امر بھی نوٹ کیا گیا کہ عیسائی حضرات اپنی تبلیغی کارروائیوں کے لئے جو لفظ "Crusade" استعمال کرتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ یہ لفظ ماضی میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہونے والی صلیبی جنگوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اب آج اگر یہی لفظ بولیں گے تو ان جنگوں کی یاد دلائے گا اور نفرت اور انتقام کے جذبات ابھارے گا۔ پس عیسائیوں کو چاہئے کہ اپنی تبلیغی کارروائیوں کے لئے اس لفظ کی بجائے کوئی اور لفظ استعمال کریں۔

☆ ...... کانفرنس میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ مذہب کا کام اختلاف پیدا کرنا نہیں۔ مذہب تو امن و آشتی کا پیغامبر ہے۔ مذہب کی بنا پر صلح اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہونی چاہئے۔

☆ ...... کانفرنس کے دوران ایک ورکنگ کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جس میں چاروں ریجنز سے ایک ایک نمائندہ لیا گیا۔ خدا کے فضل سے مغربی افریقہ کے لئے مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب کا انتخاب عمل میں آیا۔ چاروں ریجنز کے ذمہ لگایا گیا کہ وہ اپنی اپنی کانفرنسز کا انعقاد کریں جبکہ افریقہ بھر کی کانفرنس اگلے سال قاہرہ، مصر میں ہوگی۔

مورخہ 27 مارچ کو جب کانفرنس کے دوران کچھ وقفہ ہوا تو جماعت احمدیہ کینیا کی طرف سے مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ مکرم امیر صاحب اپنے ساتھ مغربی افریقہ کے دو نمائندے جن کا تعلق سیرالیون اور نائیجیریا سے تھا بھی ساتھ لے گئے۔ یہ دونوں سعودی عرب کے پڑھے ہوئے جید علماء تھے۔ اس استقبالیہ میں مجلس عاملہ کینیا سمیت کل پچاس افراد نے شرکت کی۔ سیرالیون اور نائیجیریا سے آنے والے غیر احمدی علماء اس بھائی چارے اور محبت کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے۔ حیران ہوئے کہ کس طرح دیار غیر میں غانا کے نمائندے کو ان کے ہم جماعتوں کی طرف سے شاندار استقبالیہ دیا جا رہا ہے۔

کانفرنس سے خطاب

مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب نے "Forum of Religious Bodies" کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اس فورم کی چھت تلے عیسائی اور مسلمان سب یکجا ہو کر کام کرتے ہیں۔ یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گی کہ آج کا فورم آف ریلیجنس باڈیز دراصل 1980ء میں شروع ہونے والی Council of Religions کی موجودہ ترقی یافتہ شکل ہے جس کا آغاز احمدیہ مشن اور نیشنل کیتھولک سیکریٹریٹ کی مشترکہ کوششوں سے ہوا تھا۔ فورم کے ممبرز قومی مفاد کی خاطر اکٹھے ہوتے اور اخلاق، امن، اتحاد اور قومی ترقی کے معاملات پر تمام غانین کو مشترکہ پیغامات دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ کہنا بجا ہے کہ باہمی عزت و احترام کی روح اور مذاہب کے مابین تبادلہ خیالات اور تعاون کی جو خوشگوار فضا ہمارے ملک میں ہے اس کے لئے یہ فورم شکریہ کا مستحق ہے۔

آپ نے بتایا کہ 1992ء میں بنائے جانے والے ملکی قانون کی رو سے غانا کے بعض اہم قومی اداروں میں Religious Bodies کو نمائندگی دینا لازمی ہے۔ یہ ادارے مندرجہ ذیل ہیں:

(1) نیشنل میڈیا کمیشن (2) غانا ایجوکیشن سروس کونسل (3) غانا لائبریری بورڈ۔

نیشنل میڈیا کمیشن کے ممبران کی تعداد 15 ہے۔ تین ممبران کا تعلق عیسائی فرقوں سے، ایک نمائندہ غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے جبکہ ایک نمائندہ کا تعلق احمدیہ مشن سے ہے۔

فرمایا غانا کا یہ قانون نہ صرف ملک میں مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر Religious Bodies کو قومی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرنے کی ذمہ داری سونپتا ہے۔ یہ مذہبی ادارے ملکی ترقی میں حکومت کے برابر کے پارٹنرز بنتے ہیں۔ آپ نے ان باڈیز کی ملکی ترقی میں ادا کئے جانے والے کردار پر بھی روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ مذہبی اداروں کی طرف سے ملک میں K.G.، پرائمری، مڈل اور سیکنڈری سکول کھولے گئے ہیں۔ اور حال ہی میں حکومت کی دعوت پر یونیورسٹی کالجز بھی کھولے گئے ہیں۔ اور صورت حال یہ ہے کہ اگر حکومت ملک میں پانچ یونیورسٹی کالجز چلا رہی ہے تو مذہبی ادارے ملک میں چار یونیورسٹی کالجز کو کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی باڈیز حکومت کی کس طرح مدد کر رہی ہیں۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ Presbyterian Church of Ghana کے ماڈریٹر احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے پڑھے ہوئے ہیں اور آپ نے صاف اقرار کیا کہ اس سکول نے ملک میں مذہبی اختلاف برداشت کرنے اور مختلف مذاہب والوں کے درمیان محبت اور تعاون کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

اسی طرح مذہبی ادارے ملک میں ہسپتال اور کلینک چلا رہے ہیں۔ اور احمدیہ مشن نے ہومیوپیتھی کلینک بھی کھول رکھے ہیں اور یہ کلینک کھولنے کی توفیق صرف احمدیہ جماعت کو ملی ہے۔

آپ نے آخر پر بتایا کہ حکومت غانا نے حال ہی میں قومی مصالحتی کمیشن تشکیل دیا ہے جو 9 ممبران پر مشتمل ہے۔ غانا کے کیتھولک بشپ اور جماعت احمدیہ غانا کے امیر اس کے ممبر ہیں۔ قومی مصالحتی کمیشن میں دو مذہبی سربراہوں کی موجودگی ان باڈیز کی ملکی سطح پر عظیم کامیابی ہے۔

اس موقع پر غانا احمدیہ مشن کے عنوان سے شائع شدہ ایک پمفلٹ بھی پیش کیا گیا۔ کانفرنس کی ایک

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

تبرکات

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قبولیت دعا کے

چند ایمان افروز واقعات

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب جماعت احمدیہ کے ممتاز بزرگ اور احمدیت کے نہایت مخلص اور فدائی خادم تھے۔ آپ سر آغا خاں کو ماننے والی خوجہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ 12 اکتوبر 1877ء کو بمقام بمبئی پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں پائی بعد میں آپ کا خاندان مستقل طور پر ریاست حیدرآباد کے شہر سکندرآباد میں منتقل ہو گیا۔ احمدیت سے ابتدائی تعارف 1913ء میں ہوا اللہ تعالیٰ نے رویا کے ذریعہ آپ پر احمدیت کی صداقت منکشف کی۔ جس کے بعد 1915ء میں آپ نے احمدیت قبول کی۔ قبول احمدیت کے بعد آپ نے وسیع پیمانے پر مختلف زبانوں میں لٹریچر شائع کرنے اور مفت تقسیم کرنے کا کام شروع کیا۔ اور وفات تک اپنی زندگی کو عملاً اس مقدس فریضہ کے لئے وقف رکھا۔ 26 فروری 1962ء کو بمقام سکندرآباد (انڈیا) وفات پائی۔ آپ کے اخلاص، تقویٰ اور بلند روحانی مقام کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کے قبول احمدیت سے قبل ایک رویا میں دیکھا کہ:-

''ایک تخت بچھا ہے جس پر سیٹھ صاحب بیٹھے ہیں۔ اس وقت آسمان کی کھڑکی کھلی اور فرشتے سیٹھ صاحب پر نور پھینکنے لگے''

حضرت سیٹھ صاحب مرحوم نے 10 نومبر 1939ء کو مندرجہ عنوان سے ایک مضمون رقم فرمایا تھا جو افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

خاکسار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو کر قریباً 25 سال کا عرصہ ہوتا ہے اس کے درمیان کئی بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے اشد ضروری امور کے لئے دعائیں کروانی پڑیں۔ اور وہ سب معجزانہ طور پر قبولیت کا شرف پاتی رہیں۔ مگر افسوس کہ مجھے وہ تمام لکھ کر محفوظ رکھنے کا خیال تک نہ ہوا۔ خدا تعالیٰ میری یہ غفلت معاف فرمائے۔ اس وقت جو کچھ یاد ہے وہ درج کر دیتا ہوں۔

دعا سے موت ٹل گئی

1918ء میں میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب اور سیٹھ الہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو قادیان تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ علی محمد صاحب نے 1920ء میں میٹرک پاس کر لیا۔ ان کو لنڈن جانا تھا۔ دونوں لڑکے واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکایک فاضل بھائی کو ٹائیفائیڈ بخار ہو گیا۔ بورڈنگ ہاؤس کے ڈاکٹر جناب حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب نے جو کچھ ان سے ہو سکا سب کچھ کیا طبیعت درست بھی ہو گئی مگر اس کے بعد بد پرہیزی کے سبب طبیعت پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو پہنچی تو حضور خود بورڈنگ ہاؤس میں تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا کی اس کے بعد طبیعت معجزانہ طور پر سدھرنے لگی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہو گئی۔

یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے۔ یہ حقیقت ہم نے صاف طور سے اپنی نظر سے دیکھی۔

لڑکی کامل صحت پا گئی

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہوا۔ میری تیسری لڑکی عزیزہ ہاجرہ بیگم کے پیٹ میں یکایک درد ہو گیا۔ ہم نے اپنے قریب رہنے والے سرکاری خطاب یافتہ ڈاکٹر کو جو آنریری مجسٹریٹ بھی ہے بلوایا۔ اس نے دیکھ کر کہا لڑکی کے پیٹ میں پیپ ہے فوراً آپریشن کر کے نکال دینی چاہئے۔ ورنہ جان خطرہ میں ہے۔ وہ دسمبر کا مہینہ تھا۔ مجھے سالانہ جلسہ پر ایک دو روز میں قادیان جانا تھا۔ اور یہاں یہ حالت ہو گئی پھر ہم نے یہاں کے ہاسپٹل کے بڑے یورپین ڈاکٹر کو بلوایا۔ اس نے خوب معائنہ کر کے بتایا کہ نہ پیپ ہے اور نہ اپریشن کی ضرورت۔ ہم سب سن کر بہت خوش ہوئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مگر وہ ڈاکٹر اپنی ہی رائے پر اڑا رہا کہ پیپ یقیناً ہے فوری اپریشن کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اگر یہ لڑکی بچ جائے۔ تو میں اپنی ڈاکٹری چھوڑ دوں گا۔ مگر ہم نے ان کی کوئی پروا نہ کی۔ میں دوسرے روز قادیان روانہ ہو گیا۔ وہاں سے واپس آنے تک لڑکی اچھی رہی مگر اس کے بعد یکایک لڑکی کی ناف میں سوراخ ہو گیا۔ اور اس قدر پیپ نکلی کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ ہم نے پھر اسی ڈاکٹر کو بلوایا جس نے کہا تھا پیپ ہے اس نے کہا اب آپریشن کا وقت نہیں رہا۔ اب یہ کیس Hopeless ہو گیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ اب کوئی علاج نہیں سوائے۔ دعا کے۔ میں نے فوراً ایک تار حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں اور دوسرا الفضل کو روانہ کیا۔ اور پھر ایک بار حضور کی دعا کا معجزانہ نتیجہ دیکھا کہ بغیر کسی ڈاکٹری علاج کے صرف ایک معمولی دائی کی دوائی سے میری پیاری لڑکی کامل صحت پا گئی۔

یقیناً پاس ہو کر آئیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے مطابق میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب کو I.C.S کے لئے لندن روانہ کیا۔ وہاں ان کو پہلے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کرنی ضروری تھی۔ مگر ایم۔اے میں اس قدر دیر ہو گئی کہ I.C.S کے لئے موقعہ نہ رہا۔ ایم۔اے کے سات مضامین میں سے چھ تو انہوں نے پاس کر لئے مگر آخری مضمون میں متواتر فیل ہوتے گئے۔ اس لئے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ان کو واپس بلانے کی اجازت چاہی۔ مگر حضور نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ان کا نام پاس ہونے والوں کی فہرست میں دیکھا ہے اس لئے انشاء اللہ یہ یقیناً پاس ہو کر آئیں گے۔ میں نے ان کو یہ کیفیت لکھی اور پھر کوشش کرنے کو کہا انہوں نے پھر ایک بار کوشش کی۔ مگر پھر فیل ہو گئے۔ یہ پریشان حال میں تھے کہ اب آئندہ کیا کیا جائے۔ ان کے استاد کو جب معلوم ہوا کہ پھر فیل ہو گئے۔ تو اس نے تحقیق کی۔ معلوم نہیں خدا تعالیٰ کا وہاں کیا کرشمہ ہوا کہ ایک دو روز میں ان کو یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع ملی۔ کہ آپ کے فیل ہونے کی خبر غلط تھی۔ آپ پاس ہو گئے ہو۔ یہ بہت خوش ہوئے۔ اور سمجھ گئے کہ محض اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کا خواب پورا کرنے کے لئے ان پر یہ فضل کیا ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کیا۔ پور ڈگری حاصل کی۔ حج کا موقعہ تھا اس لئے واپس آتے ہوئے حج کر کے الحاج علی محمد ایم۔اے بن کر ہم کو آ ملے۔

مقدمہ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی

سیٹھ جی ایم ابراہیم بھائی نامی ہمارے ایک ماموں تھے۔ وہ بمبئی کے ایک لکھ پتی سیٹھ تھے۔ ان کو تجارت میں بہت نقصان ہوا۔ وہ ہندوستان چھوڑ کر امریکہ چلے گئے۔ بیس سال کے بعد سکندرآباد آئے بھوپال میں ان کو دو سو روپیہ کی سرکاری ملازمت ملی۔ تو وہاں چلے گئے۔ چند سال کے بعد پھر واپس سکندرآباد آئے۔ وہ پکے شیعہ تھے۔ میں نے ان کو احمدیت کی دعوت دی۔ آخر وہ احمدی ہو گئے۔ عیسائی ممالک میں رہنے سے بالکل بے دین ہو گئے تھے مگر احمدی ہونے کے بعد ان میں بڑی تبدیلی ہو گئی۔ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے۔ 75 سال کی عمر تھی۔ پھر بھی سخت گرمی میں روزہ ترک نہ کرتے تھے۔ اپنی آمدنی کا کافی حصہ للّٰہ خرچ کرتے تھے۔ جس رات وہ فوت ہوئے۔ اسی رات خان صاحب دوست محمد الہ دین صاحب جو یہاں کے کونسل مجسٹریٹ ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے ماموں صاحب کے بنگلہ میں فوجی لوگ جمع ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان کے افسر سے دریافت کیا کہ آپ لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے ہو۔ اس نے کہا آج ایک بڑے بزرگ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے اعزاز کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

اس مخلص بزرگ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ایک بار ہم دونوں سالانہ جلسہ پر قادیان گئے۔ وہاں ہم کو ایک بھوپال کے دوست ملے۔ وہ ہمارے ماموں صاحب کا جی ایم ابراہیم نام سن کر کہنے لگے۔ آپ پر ایک فوجداری مقدمہ تیار ہو رہا ہے۔ کیونکہ آپ نے وہاں کے ایک بڑے افسر کے خلاف کچھ لکھا تھا۔ یہ کیفیت معلوم ہوتے ہی ہمارے ماموں صاحب بہت گھبرا گئے مکرم معظم آنریبل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے ان کا بہت دوستانہ تعلق تھا۔ ان سے ملے۔ انہوں نے ان کو بہت تسلی دی۔ مگر یہ مطمئن نہ ہوئے اور حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں اپنا یہ حال سنایا۔ حضور نے ان کے متعلق دعا فرمائی۔ تو خدا تعالیٰ نے جواب میں فرمایا (۔) یہ قرآن شریف کی وہ آیت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی تھی جس کے یہ معنی ہیں کہ اے آگ۔ تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ الحمد للّٰہ عین اسی کے مطابق ہوا۔ بھوپال والے مقدمہ کی آگ بالکل ٹھنڈی ہو گئی۔ اور یہ ابراہیم اس آگ سے بالکل سلامت نکل آئے۔

یہ کیسا عظیم الشان نشان ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا اپنے موعود خلیفہ کے ساتھ کیسا خاص تعلق ہے۔

جائیداد کی قیمت تیز ہونے لگی

ہمارے مکرم دوست جناب سید بشارت احمد صاحب جو جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے امیر ہیں۔ ان کے ایک ماموں نواب غوث الدین صاحب حیدرآباد کے ایک امیر جاگیردار تھے ان کے لاولد فوت ہو جانے سے ہمارے سید صاحب اپنی والدہ صاحبہ کی جانب سے منجملہ اور ورثاء کے نواب صاحب کے اسٹیٹ کی تقسیم وغیرہ کے متعلق مختار و مجاز تھے ان کی ایک بلڈنگ نواب پال کے نام کی بمبئی میں تھی۔ سید صاحب موصوف نے معہ دیگر ورثاء کے ہم سے اس بلڈنگ کی فروخت کے متعلق معاملات شروع کئے تو ہم نے ایک بمبئی والے رشتہ دار کے ذریعہ اس کے متعلق دریافت کر کے سوا لاکھ روپیہ میں خرید کر لی۔ اس خرید میں ہمارے بمبئی والے رشتہ دار اور ایک ماموں سیٹھ الہ دین ابراہیم

احمدی بھی شریک تھے۔ ہم نے یہ بلڈنگ صرف اس لئے خریدی کہ اس کو فروخت کر کے کچھ نفع حاصل کریں۔ ہم سب کو امید تھی کہ پندرہ بیس ہزار روپیہ منافع ہو جائے گا۔ میں نے یہ شرط پیش کی کہ ہم اس کے متعلق حضرت خلیفہ ثانی سے دعا کرائیں اور ہم کو جو منافع ہو اس کا پانچواں حصہ ہم دعوت الی اللہ کے لئے قادیان روانہ کریں۔ میرے بھائی خان بہادر سیٹھ احمد بھائی نے اور ہمارے ماموں صاحب نے یہ شرط مان لی۔ مگر ہمارے بمبئی والے رشتہ دار نے نہ مانی۔ خیر اس کے بعد میں نے یہ حقیقت حضرت صاحب کی خدمت میں لکھ بھیجی۔ اس کے بعد غیر معمولی طور پر اس جائیداد کی قیمت تیز ہونے لگی مجھے حج کیلئے جانا تھا۔ اس لئے میں نے بمبئی والے رشتہ دار کو لکھا کہ قیمت تیز ہو گئی ہے اب اسے فروخت کر دیں۔ مگر ان کا خیال تھا کہ قیمت اور تیز ہو گی۔ اس لئے ہم اور ٹھہریں یا جس قیمت میں یہ جائیداد مانگی جاتی ہے اسی قیمت پر ہم فروخت کر دیں ہم نے منظور کیا اور ہم کو اس میں اسی ہزار روپیہ منافع ہوا جس کا پانچواں حصہ سولہ ہزار روپیہ میں نے قادیان روانہ کر دیا اس کے بعد میں حج کے لئے روانہ ہو گیا وہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے بمبئی والے رشتہ دار سے جائیداد کے متعلق دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ قیمت تو صرف ہمارے لئے تیز ہوئی تھی۔ ہمارے فروخت کر دینے کے بعد قیمت کم ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ اصل قیمت بھی وصول نہ ہو سکی۔ ہمارے رشتہ دار نے اقرار کیا۔ کہ واقعی آپ دعا کرا کے کامیاب ہو گئے اور میں بہت نقصان میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ اس واقعہ کو 18 سال کا عرصہ ہوا۔ اب تک وہ جائیداد بغیر فروخت ہوئے ایسی ہی پڑی ہے۔ دیکھو یہ خدا تعالیٰ کا کیسا کھلا کھلا نشان ہے۔ ایک ہی معاملہ ہے۔ جس کے تین حصہ دار ہیں۔ دو حصہ دار خدا کے خلیفہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس سے دعا کرواتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کو اسی ہزار روپیہ منافع عطا فرماتا ہے۔ مگر تیسرا حصہ دار نہ خدا کے خلیفہ کو مانتا ہے۔ اور نہ اس کی دعا کی پرواہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو نہ صرف منافع سے محروم رکھتا ہے۔ بلکہ ان دونوں مومن حصہ داروں کو اسی ہزار روپیہ اسی کی جیب سے دلواتا ہے۔ اس طرح اس کو نفع کے عوض اتنی بڑی رقم بطور جرمانہ ادا کرنی پڑتی ہے۔ دیکھو یہ احمدیت کی صداقت کا کیسا عظیم الشان نشان ہے۔ جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے اور عبرت حاصل کرے اور حق کو قبول کرے۔

(بشارات رحمانیہ ص 201 تا 206)

(الفضل 10 راگست 1962ء)

رحمت کا دروازہ

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا:

''خدا تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے ایک رحمت کا دروازہ جو ہم پر کھولا گیا ہے وہ وقف جدید کا دروازہ ہے۔ اس نظام کے ذریعہ حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے ہمارے لئے نیکیاں کرنے اور رحمتیں کمانے کا سامان پیدا کر دیا ہے''

(الفضل مورخہ 4 جنوری 1967ء)

(ناظم مال وقف جدید)

تعارف کتب حضرت مسیح موعود

شحنۂ حق

مبشر احمد خالد صاحب

یہ کتاب روحانی خزائن جلد نمبر 2 کے ص 323 تا 445 کل 123 صفحات پر مشتمل ہے یہ اپریل 1887ء میں تحریر کی گئی اور جون 1887ء میں ہی شائع ہوئی۔

وجہ تسمیہ

حضرت مسیح موعود نے خود اس کتاب کا نام ''شحنۂ حق'' تجویز کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

چونکہ ہمارے اس رسالہ میں ان کی بے جا نکتہ چینیوں پر تنبیہ کا تازیانہ جڑنا اور الزام ملامت کا ہنٹر تاڑ تاڑ مارنا قرین مصلحت سمجھا گیا ہے اس لئے اس رسالہ کا نام بھی شحنۂ حق رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ آریوں کے آوارہ طبع لوگوں کے سیدھا کرنے کے لئے شحنہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور ظریفانہ طور پر اس رسالہ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔

آریوں کی کسی قدر خدمت اور ان کے ویدوں اور نکتہ چینیوں کی کچھ ماہیت۔

غرض تالیف

آریہ سماج نے ''براہین احمدیہ'' اور ''سرمہ چشم آریہ'' کی اشاعت کے بعد حق و صداقت کی تاب نہ لا کر حضرت مسیح موعود کے خلاف ملک میں مخالفت کی ایک آگ لگا دی۔ پنڈت لیکھرام نے ''تکذیب براہین احمدیہ'' نامی کتاب لکھ کر اس آگ پر تیل کا کام دیا۔ اور دوسرے آریہ ساجیوں نے لاجواب ہو کر نہایت اشتعال انگیز گندے اور گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہارات اور رسالوں سے ملک کی فضا مکدر کر دی اور یہاں تک بداخلاقی پر اتر آئے کہ بار بار گمنام خطوط اور اشتہاروں کے ذریعہ سے حضور کو قتل کر دینے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ اور آریوں نے نہایت دلآزار اور سخت کلامی سے پر ایک رسالہ بعنوان ''سرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن فریب غلام احمد کی کیفیت'' شائع کیا حضرت مسیح موعود نے آریوں کی ان جارحانہ سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے قلم اٹھایا اور صرف چار پانچ گھنٹہ میں ''شحنۂ حق'' جیسی بلند پایہ تصنیف کر دی۔ جس نے آریہ سماج کے عقائد کا قلع قمع کر دیا۔

چند اقتباسات

دوسروں کی خاطر تکلیف اٹھانا

حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

''پس جس حالت میں قدیم سے جاہلوں کی یہ عادت چلی آتی ہے کہ جب وہ معقول باتوں سے ملزم اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو آخر انہیں یہی تدبیر سوجھتی ہے کہ اس شخص کو ہر قسم کا دکھ اور تکلیف پہنچائیں یا اس کی زندگی کا ہی خاتمہ کر دیں۔ اس صورت میں ہمیں حضرات آریوں پر جو ہماری نسبت ایسی کارروائیاں کر رہے ہیں کچھ افسوس نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہم ہر ایک قسم کا دکھ اٹھانے کو ہر وقت مستعد ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی وسیلہ سعادت اندوزی کا نہیں کہ گمراہوں کو عذاب الیم سے چھڑانے کے لئے اپنے نفس کو مصیبتوں میں ڈالا جائے لیکن اگر ہمیں کچھ افسوس یا تعجب ہے تو بس یہی کہ اگر ہم بقول ان کے بالکل ان کے مذہب سے بے خبر اور امی اور جاہل محض اور شہوات میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ہماری نسبت اس قدر ان کے دلوں کو کیوں دھڑکا شروع ہو گیا کہ ہمارے قتل کی بھی فکر پڑ گئی۔ کیا جو شخص ایسا نادان اور نفس امارہ کے پیچوں میں پھنسا ہوا ہے اس کے مارنے کے لئے بھی کوئی جلتا اور دانت پیستا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 2 ص 328)

نور نجات

''سب دانشمند جانتے ہیں کہ نجات کی جڑھ اور اس کا اصل نور جس سے یہ روشنی پیدا ہوتی ہے یہی ہے کہ ماسوا اللہ سے انقطاع کلی ہو کر خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا ہو جائے کہ وہ محبت اور عشق کے غلبہ سے ہر یک چیز پر بلکہ اپنی جان پر بھی مقدم ہو جائے اور آرام اور انس اور شوق اور دل کی خوشی اسی سے اور اسی کے ساتھ ہو اور جیسا کہ وہ حقیقت میں وحدہ لاشریک ہے ایسا ہی پیار کی نظر سے بھی اپنی عظمت اور جلال اور ساری کامل صفتوں میں واحد لاشریک ہی نظر آوے یہ نور نجات ہے جو اسی دنیا سے محب صادق کے ساتھ جاتا ہے اور اس کے وجود میں جان کی طرح داخل ہو کر ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے''۔ (ص 352)

خلق کا برموقع استعمال

''کسی عقلمند کی یہ رائے نہیں ہو سکتی کہ انسان، اپنے تمام اسرار کو عام طور پر فاش اور شائع کر دیا کرے تب اس کا نام راست گو ہو گا ورنہ نہیں۔ غور سے دیکھنا چاہئے کہ جس قدر امور ملکی و مدنی و منزلی اور خود فرد کے ذاتی ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ ہر وقت اور ہر جگہ ان کے رازوں کا افشاء کرنا مصلحت ہو یا عدم افشا کا نام مکر اور فریب رکھا جائے۔ خدا تعالیٰ نے دل و زبان وغیرہ قویٰ انسان کو عطا فرما کر ان کے مناسب استعمال کے لئے اسے ذمہ دار بنایا ہے اور ہر ایک بات کی عمدگی اور خوبی دکھلانے کے لئے جدا جدا مواقع اور محل اور وقت اس بات کے مقرر کئے ہیں کوئی خلق خواہ کیسا ہی عمدہ ہو مگر جب وہ بے محل اور بے وقت صادر ہو گا تو ساری خوبی اور خوبصورتی اس کی خاک میں مل جائے گی۔'' (ص 365)

مخالفین کو چیلنج

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''کوئی چیز ایسی چھپی ہوئی نہیں جو آخر ظاہر نہ ہو۔ پس اگر ہم درحقیقت فریب پر ہیں تو یہی فریب ہمیں ہلاک کرے گا۔ لیکن اگر ہم راستی پر ہیں اور وہ جو ہمارے دل کو دیکھ رہا ہے وہ اس میں کچھ فریب نہیں پاتا تو اگر آریوں کے پہلے اور آریوں کے پچھلے اور آریوں کے زندے اور آریوں کے مردے بلکہ تمام اولین آخرین مخالف ہمارے نابود کرنے کے لئے جمع ہو جائیں تو ہمیں ہرگز نابود نہیں کر سکتے جب تک ہمارے ہاتھ سے وہ کام انجام پذیر نہ ہو جائے جس کے لئے اللہ جل شانہ نے ہمیں مامور کیا ہے۔'' (ص 367)

ہنوز دلی دور است

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے تب کوئی خارق عادت امر ظاہر ہوتا ہے۔

''کہتے ہیں دلی میں ایک بزرگ تھے۔ بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا حکم دیا کہ واپس آ کر تم کو ضرور پھانسی دوں گا اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ اس نے جواب دیا ہنوز دلی دور است۔ جب بادشاہ ایک دو منزل پر آ گیا تو انہوں نے پھر عرض کی مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے پاس آ گیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا یا داخل ہو گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ اسی اثناء میں خبر آئی کہ بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ منجانب اللہ معلوم ہو چکا تھا۔''

(ملفوظات جلد ہشتم ص 36-37)

قسط سوم

ملکہ نے کہا: جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد برپا کر دیتے ہیں
اور اس کے باشندوں میں سے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں (سورۃ النمل 39)

قرآن کریم کی ابدی صداقت کی گواہی مشہور جنگوں کے تناظر میں

گزشتہ دو صدیوں میں مفتوح اقوام کے ساتھ ظالمانہ معاہدوں اور سمجھوتوں کا جائزہ

معاہدہ سیورز

معاہدہ سیورز ترکی اور اتحادیوں کے مابین 10 اگست 1920ء کو طے پایا۔ یہ 13 حصوں اور 433 صفحات پر مشتمل تھا۔ درحقیقت ترکی نے جنگ میں اتحادیوں کے خلاف محوری طاقتوں کا ساتھ دیا تھا۔ اس لئے ان کے ساتھ اسے بھی امن معاہدے کی چکی میں پسنا پڑا۔ معاہدے کی رو سے اتحادیوں کو یہ حق حاصل تھا کہ آبناؤں پر قبضہ کر لیں اور ایشیائی ترکی کے کسی بھی حصے پر قابض ہو جائیں۔ ترکی کے زیر استحقاق علاقے میں ایک نئی عیسائی جمہوریہ آرمینیا کو وجود میں لا کر بین الاقوامی تحفظ میں دیا گیا۔ اس کی حدود کا تعین امریکہ کی مدد سے کیا گیا۔ اس میں مشرقی اناطولیہ، ارض روم، دان قس، ترابزون اور زنجان کے صوبے شامل تھے۔ مشرقی تھریس کا پورا علاقہ اور مغربی تھریس کا کچھ علاقہ یونان کو دیا گیا۔ سمرنا کا ضلع امبروس گیلی پولی اور روڈوسٹا کے جزائر بھی یونان کو دیے گئے۔ جنوبی اناطولیہ، ڈوڈی کانیسیس کے جزائر بشمول رہوڈز اٹلی کے سپرد کیے گئے۔ درۂ دانیال اور باسفورس کو بین الاقوامی تحویل میں دیا گیا۔ شام کا انتراب فرانس کو اور میسوپوٹیمیا (موجودہ عراق)، فلسطین اور مشرق اردن کے انتراب برطانیہ کو دینے کی سفارش کی گئی، جس پر عمل درآمد چند سال بعد معاہدہ لوسین کے تحت ہوا۔ عثمانی سلطنت کے بقیہ عرب صوبوں نے آزادی حاصل کر لی۔ بحیرۂ احمر کے کنارے عرب کی ساحلی پٹی میں، جو مسلمانوں کی نظر میں اس لئے اہمیت رکھتی ہے کہ اس میں مکہ اور مدینہ کے مقدس مقامات ہیں، حجاز کی خودمختار بادشاہت قائم ہوگئی۔ بقیہ عرب میں ترکی کا اقتدار اعلیٰ بس برائے نام تھا اور ان علاقوں میں کئی خودمختار امیر، سلطان، شیخ، شریف اور امام اپنا اپنا حکم چلاتے تھے۔ ترکی کو صرف 50 ہزار فوج رکھنے کی اجازت دی گئی اور لازمی فوجی تربیت ختم کر دی گئی۔ اسلحے کی تعداد بھی مقرر کی گئی تھی۔ اتحادیوں کے نمائندوں پر مشتمل دو کمیشن بنائے گئے۔ پہلے کمیشن کا کام ترکی کا بجٹ، عوامی قرضوں، کرنسی، کسٹم، مراعات، بالواسطہ یا بلاواسطہ ٹیکسوں پر کنٹرول اور نگرانی تھا۔ دوسرے کمیشن کے امور میں معاہدات کی شرائط پر پابندی کروانا شامل تھا۔

متعصبانہ رویے اور تذلیل پر مبنی اس معاہدے کے خلاف مسلمانان عالم نے نفرت کا اظہار کیا۔ حتیٰ کہ ترکی کی حکومت بھی احتجاج کئے بغیر نہ رہ سکی، جو اتحادیوں کی توپوں اور بندوقوں کے حصار میں لاچاری کے ساتھ ترک اور اسلامی روایات کو بدنام کر رہی تھی۔ تاہم مصطفیٰ کمال پاشا کو حکومت اور عظمت بخشنے میں یہی معاہدہ کارگر ثابت ہوا جن کی قیادت میں ترکوں نے اس معاہدے کے خلاف مزاحمت کی۔ نام نہاد امن کے ٹھیکے دار سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ ان کی خام خیالی تھی۔ درحقیقت ان کے ان اقدامات نے نفرت کی چنگاریوں کو شعلہ بنا دیا تھا۔ جس کے نتائج معاہدے کے چند ماہ بعد ہی ترک۔ یونان جنگ کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ اس جنگ میں ترکوں نے روایتی انداز میں مقابلہ کرتے ہوئے یونانیوں کے ہوش ٹھکانے لگا دیے۔ جب یونانی ترکوں کے مقابلے میں پسپا ہونے لگے تو قوی اندیشہ پیدا ہوا کہ برطانیہ بھی اس جنگ میں کود پڑے گا لیکن برطانوی عوام جنگ میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں تھے۔ مقدمہ کراچی (تحریک خلافت کے سلسلے میں خالق دینا ہال کا مقدمہ 1921ء) کے بعد ہندوستانیوں نے بھی برطانیہ سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اب ہم جنگ عظیم کی طرح اس جنگ میں ترکوں سے نہیں لڑیں گے۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر لائیڈ جارج نے برطانوی نوآبادیات سے اپیل کی کہ وہ یونانیوں کی مدد اور حمایت کریں۔ مگر کہیں سے کوئی خاطر خواہ جواب نہ مل سکا۔ چنانچہ بالکل مایوس ہو کر انگریزوں نے 21 نومبر 1922ء سے لوزین میں امن مذاکرات کی کانفرنسوں کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں 24 جولائی 1923ء کو معاہدہ لوزین ہوا۔

معاہدہ لوزین

24 جولائی 1923ء کو یہ معاہدہ ہوا۔ معاہدہ لوزین کے فریقین میں ایک جانب ترکی اور دوسری جانب یونان، برطانیہ، فرانس، اٹلی، جاپان، رومانیہ اور ریاست سرب، کروٹ سلووین شامل تھیں۔ [illegible] کی جانب سے وزیر خارجہ عصمت پاشا نے مذاکرات میں شرکت کی۔ کل پانچ حصوں پر مشتمل 145 دفعات نوے فی صد جانب داری کی غمازی کر رہی تھیں۔ معاہدے کی رو سے میسوپوٹیمیا (موجودہ عراق) اور فلسطین مکمل طور پر برطانوی انقلاب میں دیے گئے۔ شام کو ترکی سے آزاد کر کے فرانس کی عارضی تحویل میں دیا گیا۔ بقیہ تمام عرب علاقوں کو خودمختاری دے دی گئی۔ یورپ میں ترکی کے تمام مقبوضات ماسوائے تھریس، اس سے واپس لے لئے گئے۔ بحیرہ ایجین کے جزائر یونان کو مکمل طور پر دے دیے گئے۔ لیبیا، مصر اور سوڈان کی سیاست سے ترکی دست بردار ہو گیا۔ قبرص کا علاقہ برطانیہ کو مل گیا۔ درہ دانیال، بحیرہ ماموره اور باسفورس تمام اقوام کے لئے کھول دیے گئے۔ (واضح رہے کہ یونان کے حوالے سے ترکی کی یہ دوسری فتح تھی، اس سے قبل ترکی "تیس روزہ جنگ" میں بھی فاتح تھا، لیکن دونوں جنگوں کے بعد حالات کی ستم ظریفی تھی کہ فاتح (ترکی) کو بین الاقوامی دباؤ کے تحت گھٹنے ٹیکنے پڑے)

ان تمام شرائط کے باوجود ویسٹرن یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوڈ ڈبلیوز گلر اپنی مشہور زمانہ کتاب "جنگ، امن اور بین الاقوامی تعلقات" میں رقم طراز ہیں کہ اس معاہدے میں ترکی کے ساتھ سخت پالیسی نہیں اپنائی گئی تھی۔ یعنی یہ معاہدہ ڈنڈے کے زور پر نہیں ہوا"۔

درحقیقت امن بحال کرنے کے ان تمام عہد ناموں میں ہارنے والوں (محوری طاقتوں) سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا گیا تھا۔ ان کی تباہ شدہ جائیدادیں آپس میں تقسیم کر لی گئی تھیں اور ان کی عزت نفس کو اس قدر مجروح کیا گیا بلکہ انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ مظالم کا جواب اپنی قوم پرستی اور اپنے بکھرے حصے دوبارہ متحد کرنے کی صورت میں دیں۔

اٹلی کے ساتھ معاہدہ

جنگ عظیم دوم کی ایک محوری طاقت اٹلی سے بھی 10 فروری 1947ء کو پیرس میں معاہدہ امن طے پایا۔ یہ معاہدہ 90 دفعات اور 17 ضمیموں پر مشتمل تھا۔ معاہدے کے تحت اٹلی کے کچھ علاقے جیسے لعل سینٹ برنارڈ کے اضلاع، مونٹ تھابر، چیھرٹن، مونٹ سینس، ٹینڈا اور بریگا فرانس کو باعزت طریقے سے دے دیے گئے، زارا، پیلاگوسا، لاگوسٹا اور ساحل ڈالمیشن کے جزائر یوگوسلاویہ کو دیے گئے، اسٹری یان، وینیشیا، گلیا اور ٹرائسٹ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے تحت آزاد علاقے قرار دیے گئے۔ لیبیا اور صومالی لینڈ ٹرسٹی شپ کے تحت کر دیے گئے اور ان کے بارے میں آخری فیصلے کا اختیار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سپرد کیا گیا۔ بالآخر لیبیا اور صومالی لینڈ کو ایک آزاد مقتدر علاقہ قرار دے دیا گیا۔

افریقی نوآبادیات سے اٹلی کا اقتدار ختم کیا گیا۔ معاہدے کے تحت البانیہ اور ایتھوپیا کی آزادی کو اٹلی نے تسلیم کیا۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ اٹلی کے لئے لازمی قرار دیا گیا تھا کہ وہ فرانس اور یوگوسلاویہ کے ساتھ اپنی سرحدوں سے افواج کا انخلاء کرے گا۔ اٹلی پر ایٹمی ہتھیاروں کے ضمن میں مکمل پابندی عائد کر دی گئی اور باقی ہتھیاروں کے علاوہ تین کلومیٹر سے زیادہ فاصلے تک مار کرنے والی بندوقیں تک رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ اسے بارودی سرنگیں، تارپیڈو، طیارہ بردار جہاز اور آب دوز وغیرہ بھی رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ 200 سے زیادہ بھاری ٹینک بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کی بحریہ کو دو جنگی جہازوں تک محدود کر دیا گیا اور پچیس ہزار نفوس پر مشتمل بحری فوجی (افسروں سمیت) رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ پچیس ہزار نفوس میں مشتمل پیادہ فوج رکھ سکتا تھا۔ فضائیہ کو 200 لڑاکا طیاروں اور 150 مال بردار طیاروں تک محدود کر دیا گیا تھا۔ اٹلی کو تاوان جنگ کے طور پر سوویت یونین کو 100 ملین ڈالر اور البانیہ کو 5 ملین ڈالر ادا کرنے تھے۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ تاوان کی رقم سات سال میں ادا کی جائے گی۔ اس پر "احسان عظیم" یہ کیا گیا تھا کہ یہ مدت 1952ء سے شروع ہوگی۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ معاہدہ امن کے تحت ہی اتحادیوں کی خواہشات کے مطابق اٹلی کا نیا آئین بھی مدون کیا گیا۔ زمینی حقائق گواہ ہیں کہ معاہدے کی دفعات کے ذریعے نہ صرف اٹلی کی نوآبادیاتی برتری کا

خاتمہ کیا گیا بلکہ اسے یورپ کی سیاست میں تیسرے درجے کی محتاج ریاست بھی بنا دیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ معاہدے کے بعد ہونے والے انتخابات میں منتخب ہونے والے صدر Luigi, Einaudi نے 1949ء میں اٹلی کو نیٹو سے منسلک کیا۔

جاپان سے امن معاہدہ

تیسری شکست خوردہ قوم جاپان سے معاہدہ امن 8 ستمبر 1951ء کو ہوا۔ جاپان کے ساتھ امن معاہدے میں تاخیر کا سبب وہ نظریاتی کش مکش قرار دی جاسکتی ہے جو سوویت یونین اور امریکہ کے درمیان شروع ہو چکی تھی۔ سوویت یونین جاپان کے مقبوضات میں اپنا حصہ چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں امریکہ کا موقف نفی میں تھا کیونکہ سوویت یونین نے جاپان کے خلاف اعلان جنگ کرنے میں تاخیر کی تھی بلکہ سوویت افواج نے جاپان کے ہتھیار ڈالنے سے صرف دو روز قبل جاپان کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا۔ اسی لیے امریکہ کا کہنا تھا کہ مراعات کے لئے سوویت یونین کو دور ہی رہنا چاہئے۔ تاخیر کی ایک وجہ جنگ کوریا بھی قرار دی جاسکتی ہے کیونکہ یہ معاہدہ اس دوران ہوا جب جنگ کوریا جاری تھی۔ جاپان کی شکست بنیادی طور پر امریکہ کے خانے میں لکھی گئی تھی۔ اگرچہ جنگ کے اختتام کے بعد اتحادیوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشاورتی کمیشن قائم کیا جا چکا تھا۔ جس کا کام مستقبل میں جاپان سے ہونے والے معاہدہ امن کی شرائط اور جاپان کے ساتھ سلوک سے متعلق لائحہ عمل تیار کرنا تھا۔ تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ امریکی جنرل میک آرتھر۔ (جو دوسری جنگ عظیم میں بحرالکاہل میں اتحادی فوج کی کمان کر رہا تھا) جاپان کے حوالے سے حقیقی کرتا دھرتا تھا۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ جاپان میں سوویت یونین افواج موجود نہیں تھیں بلکہ وہ صرف جاپانی مقبوضہ علاقے شمالی کوریا میں موجود تھیں۔

الغرض، عالمی طاقتوں کے نظریاتی اختلافات اور جنگ کوریا کے اٹھتے شعلوں کے سائے میں امریکی حکومت نے اتحادیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے سان فرانسسکو میں اکیاون ممالک کی کانفرنس بلائی۔ ان ممالک میں ارجنٹائن، آسٹریلیا، بیلجیئم، بولیویا، برما، کیوبا، ڈومینکن ریپبلک، ایکواڈور، مصر، ایل سلواڈور، ایتھوپیا، فرانس، یونان، گوئٹے مالا، ہیٹی، ہنڈراس، انڈونیشیا، ایران، عراق، بھارت، لاؤس، لبنان، لائبیریا، لکسمبرگ، میکسیکو، نیدرلینڈ، نیوزی لینڈ، نکارگوا، ناروے، پاکستان (پاکستان کی نمائندگی سر ظفر اللہ خاں نے کی تھی) پاناما، پیرو، جمہوریہ فلپائن، سعودی عرب، شام، ترکی، یونین آف ساؤتھ افریقہ، برطانیہ، امریکہ، یوراگوئے، وینز ویلا، ویت نام اور جاپان شامل تھے۔ سوویت یونین کی شمولیت نہ ہونے کی وجہ سے اشتراکی بلاک نے کانفرنس کا بائیکاٹ کیا۔ اس کی عدم توثیق کرنے والے چار ممالک میں بھارت سرفہرست تھا۔ یہ کانفرنس 4 تا 8 ستمبر 1951ء جاری رہی۔ جس میں کل 27 دفعات اور 7 ابواب پر مبنی معاہدہ امن کا مسودہ پیش کیا گیا۔ (واضح رہے کہ کانفرنس) صرف مسودے کے اجراء اور معاہدے کی توثیق کے لئے بلائی گئی تھی۔ معاہدے کی شرائط پہلے سے طے شدہ تھیں۔ یہ شرائط کس نے طے کی تھیں؟ اس بارے میں کسی شریک ملک نے کوئی سوال نہیں کیا تھا)

معاہدے کی دفعات کے مطابق جاپان کو کوریا کی آزادی کو تسلیم کرنا پڑا۔

رن آف کچھ کے لئے ثالثی ٹربیونل

تنازعہ کشمیر کی طرح رن آف کچھ کا تنازعہ بھی پاکستان اور بھارت کو ورثے میں ملا۔ آزادی سے قبل اور بعد میں بھی اس کی حدود کچھ خاص واضح نہیں تھیں، کیونکہ برطانوی دور میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کبھی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی تھی۔ اگر اصولاً اس علاقے کی تقسیم ہوتی تو قانون استقلال کے مطابق دونوں نوزائیدہ ریاستوں کو برابر علاقہ ملنا چاہئے تھا مگر بھارت تین چوتھائی سے زیادہ علاقہ ہتھیانے کے باوجود بقیہ پر نظریں گاڑے ہوئے تھا۔ اس علاقے نے اپریل 1965ء میں اس وقت عالمی توجہ حاصل کی جب پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ شروع ہوئی جو تین ہفتوں تک جاری رہی۔ صورت حال کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے برطانوی وزیراعظم ہیرالڈ ولسن نے دولت مشترکہ کے سربراہان کی کانفرنس کے موقع پر بھارت اور پاکستان کو راضی کیا کہ تنازعہ کے تصفیے کے لئے ایک ثالثی ٹربیونل قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تین افراد پر مشتمل ایک ٹربیونل قائم کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ ان میں سے کوئی بھی بھارت یا پاکستان کا باشندہ نہیں ہوگا اور اس کا چیئرمین اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اور دونوں ممالک کے اتفاق رائے سے مقرر کیا جائے گا۔ یوں سویڈن کے جج گنار لاگرگرین کو چیئرمین مقرر کیا گیا۔ ٹربیونل میں بھارت کی نمائندگی یوگوسلاویہ کے جج ایلس بیلر اور پاکستان کی نمائندگی ایرانی سفارت کار نصر اللہ انتظام نے کی۔

1966ء کے اوائل میں فریقین نے اپنے تحریری بیانات داخل کیے۔ ستمبر 1966ء سے جولائی 1967ء تک جنیوا میں ایک سو سترہ اجلاسوں میں 18000 صفحات پر مشتمل زبانی یادداشتیں قلم بند ہوئیں۔ دونوں حکومتوں کے نمائندوں کے تحریری بیانات پچاس ہزار صفحات پر محیط تھے۔ 19 فروری 1969ء کو جنیوا میں ٹربیونل نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا۔ اس دوران بھارت اپنے سیاسی، نظریاتی، ثقافتی اور خصوصاً معاشی حربوں کے ذریعے عالمی حمایت حاصل کر کے اپنے لئے راہ ہموار کر چکا تھا۔ چنانچہ رن آف کچھ کا امن کی خاطر جو معاہدہ سامنے آیا اس کا فیصلہ کسی حد تک جانب دارانہ اور بھارت کے حق میں تھا۔ یہ فیصلہ 2:2:1 کے تناسب سے ہوا جس کے مطابق 3500 مربع میل کا علاقہ بھارت کے حصے میں آیا اور صرف دس فی صد یعنی 350 مربع میل کا علاقہ پاکستان کو عطا کر کے انصاف کے تقاضوں کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔

کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ

1973ء میں مصر کے صدر انوار السادات نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ دنیا کو مشرق وسطی خصوصاً عرب ممالک سے کوئی ہمدردی نہیں ہے، چنانچہ اسٹیٹس کو میں تبدیلی کی خاطر انہوں نے مصالحت میں پہل کی اور نومبر 1977ء میں اسرائیل کی پارلیمنٹ کا دورہ کیا (یہ اقدام اسرائیل کی ریاست کو تسلیم کرنے سے کم نہیں تھا) سادات کا کہنا تھا کہ ہم اسرائیل سے لڑ سکتے ہیں لیکن امریکہ سے جنگ کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ مصر کے صدر کے دورہ اسرائیل کے بعد دونوں ممالک کے درمیان بات چیت کا آغاز ہوا اور 1978ء میں کیمپ ڈیوڈ میں انوار السادات اور اسرائیل کے مینا ہم بیگن کے درمیان ملاقاتیں ہوئیں۔ امریکی صدر جمی کارٹر بھی اس گفت و شنید میں موجود تھے۔ مارچ 1979ء میں کیمپ ڈیوڈ ہی کے مقام پر دونوں ممالک کے سربراہان اور نمائندوں کی کانفرنس بلائی گئی اور امریکی صدر نے ثالث کا کردار ادا کیا اس کانفرنس کے نتیجے میں 26 مارچ 1979ء کو کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے پر دستخط ہوئے۔ یہ معاہدہ کل دس دفعات اور تین مشمولات (جو مزید دفعات پر مشتمل ہیں) پر مشتمل تھا۔ معاہدے کی رو سے اسرائیل سینائے کے علاقے سے دست بردار ہوا (حقیقتاً مصر کو اسرائیل کے حوالے سے صرف یہ رعایت ملی تھی کہ اسے اس کا یہ علاقہ واپس مل گیا) اور مصر نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا۔ معاہدے میں طے پایا کہ مصر نہر سویز سے اسرائیلی مال بردار جہازوں کو بلا معاوضہ گزرنے کی اجازت دے گا۔ اس کے علاوہ بحیرہ روم سے آنے والے کسی بھی ملک کے جہاز کو بھی، جن کی منزل مقصود اسرائیلی ریاست ہو، بلا معاوضہ آنے دے گا۔ اسٹریٹ آف ٹیرن اور خلیج اقابہ کو بین الاقوامی پانی سمجھتے ہوئے دونوں ممالک استعمال کریں گے۔ اسرائیل اپنے تحفظ کے لئے مخصوص جگہوں پر اپنی فوج متعین رکھے گا اور فریقین کسی بھی نوعیت کے اختلاف اور تصادم کے باوجود اس معاہدے پر قائم رہنے کے پابند ہوں گے۔ (اس بات کا اشارہ معاہدے کی دفعہ 61(4) کرتی ہے)

یہ کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کی شرائط تھیں، جنہیں مجبوراً مصر نے تسلیم کیا۔ فلسطین میں اسرائیلی بربریت کے باوجود یہ معاہدہ تو ہو گیا لیکن اس سے مصر کو صرف اتنا فائدہ ہوا کہ اسے اس کے مقبوضہ علاقے واپس مل گئے اور امریکہ مصر کو ایک خطیر رقم (2 ارب ڈالر) بطور امداد دینے کا پابند ہوا۔ البتہ عرب ممالک نے اس پر زبردست غم و غصے کا اظہار کیا اور مصر کو عرب لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا گیا۔

برطانیہ، ارجنٹائن معاہدہ

جزیرہ فاک لینڈ کے تنازعہ پر شروع ہونے والی برطانیہ اور ارجنٹائن کے مابین "جنگ اوقیانوس" کا اختتام بھی بالآخر جبر اور جانب دارانہ احکامات پر مبنی سمجھوتے پر ہوا۔ اس وقت ارجنٹائن پر جنرل لیوپولڈ گالتیر حکمرانی کر رہا تھے۔ برطانیہ میں مسز مارگریٹ تھیچر وزیر اعظم کے عہدے پر فائز تھیں۔ ارجنٹائن نے، جو جنوبی امریکہ کے اس جزیرے کو اپنا حصہ گردانتا تھا، فاک لینڈ میں 2 اپریل 1982ء کو حملہ کر دیا اور اپنے فوجی آپریشن کو آپریشن روساریو کا نام دیا۔ لیکن برطانیہ کی کثیر اور مستعد فوجی طاقت کے سامنے ارجنٹائن کی عسکری قوت صرف دس ہفتوں میں ڈھیر ہو گئی۔ جنگ بندی کی ایک قرارداد پاناما اور اسپین نے اقوام متحدہ میں پیش کی، جس کے خلاف خود برطانیہ نے اپنا حق استرداد (ویٹو) استعمال کیا۔

امریکی صدر رونالڈ ریگن نے برطانیہ کی حمایت کرنے اور ارجنٹائن پر معاشی پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا۔ نیٹو کے معاہدے کے تحت ایسا کرنا ان کا اخلاقی فرض تھا۔ اسی طرح یورپی اقتصادی برادری نے بھی ارجنٹائن پر معاشی پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا۔ تاہم 10 اپریل 1982ء کو امریکی صدر نے مشن ثالثی کی غرض سے امریکی سیکرٹری آف اسٹیٹ الیگزینڈر ہیگ کو لندن بھیجا۔ اس کے بعد ہیگ نے بیونس آئرس میں ارجنٹائن کے عہدے داروں سے بھی گفت و شنید کی۔ جس کے نتیجے میں 25 مئی 1982ء کو سمجھوتۂ امن کی شرائط تیار کی گئیں۔ اس کے بعد ارجنٹائن کی فوج کمانڈر ان چیف Al Fredo Astiz نے ہتھیار ڈالنے کی دستاویز پر غیر مشروط طور پر دستخط کیے اور 20 جون 1982ء کو باقاعدہ معاہدہ ہوا۔ جس کی رو سے پورٹ سان کارلوس پر، جو مشرقی فاک لینڈ کی جانب ہے، برطانیہ کا قبضہ تسلیم کیا گیا۔ ساؤتھ سینڈوچ آئی لینڈ پر بھی برطانوی استحقاق کو تسلیم کیا گیا اور برطانیہ کی قید میں آئے ہوئے 12000 سے زائد جنگی قیدیوں کو تاوان کے عوض رہا کیا گیا۔

ارجنٹائن سے جبراً تسلیم کروایا گیا کہ فاک لینڈ برطانیہ کا سمندر پار علاقہ (اوورسیز ٹیری ٹری) ہے۔ اس جنگ میں اور اس کے بعد ہونے والے سمجھوتے کے تحت برطانیہ کا فاک لینڈ پر قبضہ تسلیم کیا گیا۔ جس سے فریقین کی اندرونی سیاست پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

تحریک جدید میں شمولیت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"ہر شخص کا فرض ہے کہ اس تحریک (تحریک جدید) میں حصہ لے کر احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کرے" (انیس سالہ کتاب ص 31)

عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مذکورہ بالا ارشاد کے پیش نظر جائزہ لیں اور تحریک جدید میں سو فیصد شمولیت کو یقینی بنائیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مربی سلسلہ وکالت تصنیف تحریر کرتے ہیں کہ میری والدہ مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ زوجہ مکرم مرزا عبدالعزیز صاحب مورخہ 9۔ اکتوبر 2003 اڑھائی بجے شب اپنے آبائی گاؤں موضع فتح پور تحصیل و ضلع گجرات بعمر 87 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ میت ربوہ لائی گئی اور بعد نماز عصر بیت مبارک میں مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناصر ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ آپ مکرم مرزا محمد عبداللہ صاحب ڈیلدار درویش قادیان مرحوم کی سب سے بڑی بہو تھیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

☆ مکرم شمس الدین صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے ماموں مکرم مرزا نور دین صاحب باغ محلہ جہلم حال سرگودھا مورخہ 7/اکتوبر 2003ء بروز منگل بقضائے الٰہی بعمر 70 سال وفات پا گئے۔ نماز جنازہ اگلے روز بیت الذکر سول لائن سرگودھا میں مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور احمدیہ قبرستان سرگودھا میں تدفین کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب حسن نے دعا کرائی مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

فوری ضرورت ڈرائیورز

لاہور میں دو تجربہ کار ڈرائیورز کی فوری ضرورت ہے۔ رہائش اور کھانا بھی ملیگا۔ درخواستیں اپنے امیر کی تصدیق کے ساتھ 25/اکتوبر 2003ء تک شیخ ریاض محمود۔ دارالذکر A-115 علامہ اقبال روڈ لاہور کے نام بھجوا دیں۔ (نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

گمشدہ فریم

ایک عدد زنانہ تصویر لیمینیشن والی لکڑی کے فریم میں بلیک اینڈ وائٹ دارالنصر کالج روڈ سے اختر سٹوڈیو کے درمیان راستے میں رکشے پر جاتے ہوئے گر گئی ہے۔ اگر کسی کو ملے تو اختر اسٹوڈیو ربوہ پر پہنچا دیں۔

درخواست دعا

مکرم مظفر احمد بلال فوگر صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت سمعی بصری شدید نزلہ اور بخار کی وجہ سے چند ایام سے علیل ہیں افاقہ نہیں ہو رہا ان کی شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم عبدالواسع عابد صاحب مربی ضلع قصور آپریشن کے بعد گھر آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ سے نوازے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

سانحہ ارتحال

☆ مکرم محمد اعظم فاروقی صاحب معلم وقف جدید لکھتے ہیں کہ مکرم چوہدری محمد یار صاحب لنگاہ سابق صدر جماعت احمدیہ اورجماں ضلع سرگودھا مورخہ 3 اکتوبر بروز جمعہ صبح 5 بجے 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ اپنے گاؤں کے سابقہ نمبردار بھی تھے۔ تہجد گزار اور ہر حال میں نماز باجماعت کی ادائیگی کے پابند اور بہادر داعی الی اللہ تھے ان کی نماز جنازہ مکرم انعام الرحمٰن صاحب معلم اصلاح و ارشاد مقامی اورجماں نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں قبر تیار ہونے پر دعا بھی کروائی پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹی کے علاوہ تمام اولاد شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ڈیلر گھی چینی
نیو بس سٹینڈ جوہر آباد ضلع خوشاب
پروپرائٹر ملک طارق محمود ورک فون 0454-721610

بفضل خدا اتمام جلدی عوارض کیلئے مفید
قیمت -/8/-10/-15 تھوک میں %20 رعایت
بھٹی ہومیو کلینک نیو سٹور اقصیٰ چوک ربوہ فون: 213698

Jasmine Guest Houses
Islamabad
Major (R) Muhammad Yusuf Khan
Chief Executive
Jasmine INN, 20-A,G-8 markaz
Tel# 2252002-2252167 Fax# 2821295
Jasmine LODGE,#6,St#54,F-7/4
Tel#2821971-2821997 Fax#2821295
Jasmine LODGE 2,#29,St26,F-6/2
Tel#2824064-2824065 Fax#2824062
E-mail:Jasminelodges@hotmail.com

مجیب الرحمٰن درد صاحب

محنت اور سلیقے سے کام کریں

گھر بیٹھے زائد آمدنی کے مختلف ذرائع اختیار کئے جا سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی اپنی رسی اٹھائے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے (اس کو بیچ کر اپنا گھر چلائے) تو اس سے اچھا ہے کہ کسی سے جا کر سوال کرے وہ دے یا نہ دے''۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

(۔) قطعاً یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی انسان نکما رہے ہر شخص کو کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہئے مگر افسوس یہ کہ ہماری جماعت کے ہزاروں افراد نکمے بیٹھے رہتے ہیں اور جب ان سے پوچھو تو کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کوئی ملازمت نہیں ملتی۔ کبھی کہہ دیتے ہیں کہ تجارت کرنا چاہتے ہیں مگر روپیہ نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان تجارت کرنا نہیں جانتے وہ بڑا سرمایہ چاہتے ہیں نہ انہیں وہ مل سکتا ہے اور نہ کام کر سکتے ہیں لیکن ہندو تھوڑے سرمایہ سے تجارت شروع کر دیتے ہیں اور پھر کامیابی حاصل کر لیتے ہیں ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنے اس طریق عمل کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اپنا رویہ بدلنا چاہئے اور ہر حال میں بیکاری سے بچنا چاہئے۔ میرے نزدیک بیکار رہنا خودکشی کے مترادف ہے کیونکہ ایک سال بھی جو بیکار رہا اسے اگر عمدہ ملازمت مل جائے تو بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکے گا کیونکہ بیکاری کی زندگی انسان کو بالکل نکما کر دیتی ہے۔

(انوار العلوم جلد 12 صفحہ نمبر 583)

خدا کے فضل سے بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے اپنے اخراجات کا سلیقے اور سمجھداری سے میزانیہ بنانے کے بعد جب یہ یقین کر لیا کہ گزر اوقات کے لئے کافی روپیہ نہیں ہے۔ مالی مشکلات بڑھ رہی ہیں تو گلہ شکوہ کرنے، پریشان ہونے اور پیچ و تاب کھانے کی بجائے ضمنی کام کر کے تھوڑا بہت روپیہ اپنے باورچی خانہ سے کمانا شروع کیا اور آہستہ آہستہ ہزاروں روپیہ کمانا شروع کر دیا بلکہ یورپ اور امریکہ میں تو ایسی عورتیں ہیں جو Chain Stores کی مالک بن گئیں۔

روپیہ کمانے کے لئے آپ کو چاہئے کہ کثرت سے دعائیں کرتے ہوئے اپنے اردگرد جائزہ لیں اور کسی اہم ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کریں جو ابھی تک مناسب طور پر پوری نہ کی جا رہی ہو۔ مثلاً ایک امریکن عورت نے دکاندار سے سودا سلف خریدتے ہوئے دیکھا کہ سیب کی PIE (ایک قسم کا سیب اور آٹے کا کھانا ہے) جو فروخت کر رہا ہے بڑی فضول سی ہے۔ چنانچہ اس نے دکاندار سے کہا کہ اگر میں آپ کو سیب کی پائی بنا کر دوں تو کیسا رہے گا......... اور پھر اس دکان کے گاہک اس کی پائی پسند کرنے لگے اور آہستہ آہستہ اس نے ہزاروں ڈالر ماہوار کمانا شروع کر دیے حالانکہ اس نے کبھی سیب کی پائی نہیں بنائی تھی لیکن جب مالی تنگی بڑھی تو اپنی دوستوں سے Pies بنانے کی ترکیب سیکھ کر اس نے دکاندار کو دینی شروع کر دیں اسی طرح اور بہت سی چیزوں کے بارہ میں آپ تحقیق کریں تو آپ کو نظر آ جائے گا۔ آج کل ہمارے ملک میں بھی دکانوں پر سموسے، سینڈوچ، پراٹھے، نمکو، چپس سونف سپاری وغیرہ چیزیں پیکٹوں میں بند مل رہی ہیں یہ گھروں میں تیار کر کے دکانداروں کو دی جاتی ہیں اور بنانے والے اچھے خاصے پیسے کما رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر نے جب یہ کام شروع کیا تو ان کے پاس کوئی سرمایہ نہیں تھا کوئی نشر و اشاعت کا ذریعہ نہیں کوئی پروپیگنڈہ نہیں کوئی تنخواہ نہیں لیکن کچھ کرنے کا عزم تھا اور پریشان اور پیچ و تاب کھاتے رہنے کی بجائے انہوں نے ہمت کی اور اپنے گرد و پیش نظر دوڑائی اور کام شروع کر دیا......... آپ بھی اپنے گرد و پیش نظر دوڑائیں آپ کو بہت سی ایسی ضرورتیں نظر آ جائیں گی جو ابھی تک صحیح طور پر پوری نہیں ہو رہیں۔ ان کا جائزہ لیں۔ محنت اور سلیقے سے کام شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

بقیہ صفحہ 2

مقررہ Miss Dekha Ibrahim Abdi تھیں جن کا تعلق صومالیہ سے تھا۔ وہ مذاہب کے درمیان تعاون اور مصالحت کی ماہر سمجھی جاتی ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران نفس لوامہ، نفس امارہ اور نفس مطمئنہ کا ذکر کیا۔ انہیں مکرم امیر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود کی معرکۃ الآرا کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پیش کی تا کہ وہ نفس کی ان حالتوں کی مزید تفصیلات سے آگاہ ہوں۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب ''پیغام صلح'' میں مذاہب کے درمیان صلح کے لئے ایک اصول بیان فرمایا کہ دوسرے مذاہب کے پیغمبروں اور الہامی کتابوں پر توہین اور تکذیب سے حملے نہ کئے جائیں۔ یہ ایک ایسا زریں اصول ہے جس پر عمل پیرا ہو کر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ صلح و امن کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے رہ سکتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 ستمبر 2003ء)

خبریں

ربوہ میں طلوع وغروب

جمعرات	16۔اکتوبر	زوال آفتاب	11-54
جمعرات	16۔اکتوبر	غروب آفتاب	5-38
جمعہ	17۔اکتوبر	طلوع فجر	4-49
جمعہ	17۔اکتوبر	طلوع آفتاب	6-10

بھارت مسئلہ کشمیر حل کرنے کیلئے جلد از جلد مذاکرات کرے او آئی سی کے وزرائے خارجہ کا اجلاس سربراہ کانفرنس کے ایجنڈے اور اعلامیے کی منظوری دینے کے بعد ختم ہوگیا۔ اسلامی وزراء خارجہ کی مختلف کمیٹیوں نے عراق فلسطین افغانستان اور کشمیر کے علاوہ جن امور پر اپنی سفارشات مرتب کیں ان میں او آئی سی کو متحرک اور فعال بنانا، اسلامی ممالک کی صنعتی ترقی کیلئے سائنس اور ٹیکنالوجی کا فروغ اور بین الاقوامی منڈی میں سونے کی تجارت کے معاملات شامل ہیں۔ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے سے متعلق او آئی سی کے قائم کردہ رابطہ گروپ کا اجلاس بھی پترا جایا میں ہوا۔ او آئی سی کے سیکرٹری جنرل نے او آئی سی کے اجلاس میں کہا کہ بھارت مسئلہ کشمیر حل کرنے کیلئے جلد از جلد مذاکرات کرے۔

وفاقی اور صوبائی حکومتیں مل کر کام کریں گی وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی نے کہا ہے کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے حکومت پختہ عزم کے ساتھ آگے بڑھتی جائے گی اور وفاقی اور صوبائی حکومتیں مل کر کام کریں گی۔

رفاہ میں تباہ کن اسرائیلی آپریشن جنگی جرم تھا ایمنسٹی انٹرنیشنل نے رفاہ میں تباہ کن اسرائیلی آپریشن کی سخت مذمت کرتے ہوئے اسے جرم قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیلی فوج کی بار بار کارروائیاں سویلین گھروں اور جائیدادوں کی تباہی و بربادی اور قتل وغارت گری تسلیم شدہ عالمی انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ اسرائیلی حکام معصوم شہریوں کے خلاف طاقت کا اندھادھند استعمال بند کریں۔

شاہین میزائل تجربات کی سیریز مکمل پاکستان نے ایٹمی میزائل حتف IV کا ایک اور کامیاب تجربہ کیا ہے۔ یہ میزائل زمین سے زمین پر 700 کلومیٹر تک مار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وزیراعظم نے اس کے کامیاب تجربے پر سائنسدانوں کو مبارکباد دی ہے۔

پہلی فرانزک لیبارٹری سنگین جرائم و دہشت گردی کے واقعات میں ملوث افراد کو قانون کے شکنجے میں جکڑنے کے لئے پاکستان میں جدید ترین ٹیکنالوجی پر مشتمل فرانزک لیبارٹری نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ امریکی تحقیقاتی ادارے ایف بی آئی نے پاکستان میں جدید ٹیکنالوجی پر مشتمل فرانزک لیب کی فراہمی کے ساتھ ایف آئی اے کے 36 افسروں کو خصوصی تربیت دی۔

عراق کا آئندہ کا بجٹ عراق میں مالی سال 2004ء کیلئے 13 ارب ڈالر کے بجٹ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ عراقی گورننگ کونسل کے وزیر خزانہ نے بتایا کہ یہ بجٹ 60 کروڑ ڈالر خسارہ پر مشتمل ہے۔ بجٹ کا زیادہ تر انحصار تیل سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ہے۔

ربوہ پراپرٹی سنٹر کالج روڈ بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ

Office:04524-213550 Res:212826

پروپرائٹر: چوہدری عامر گوپے راہ ابن چوہدری بشیر احمد گوپے راہ

گاڑی برائے فروخت

ایک عدد گاڑی شیراڈ ڈیزل ٹربو، خوبصورت نیلا رنگ

بہترین کنڈیشن لاہور نمبر ماڈل 1983ء

رابطہ: نعیم احمد عزیز 2/45-A دارالعلوم وسطی ربوہ

فون: 04524-214392

جنرل آؤٹ ڈور کا آغاز

صبح 8 بجے تا 2 بجے دوپہر۔ پرچی فیس 25 روپے صرف

ڈاکٹر مبارک احمد شریف فون: 213944

مریم میڈیکل سنٹر یادگار چوک ربوہ

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29